بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ماہنامہ

اخبار احمدیہ

جرمنی

جماعت احمدیہ جرمنی کا ترجمان

جلد نمبر۔12 مدیر: نعیم احمد نیّر کتابت و ڈیزائننگ: رشید الدین، ماہ۔ہجرت و احسان۔ہش،1386 بمطابق۔مئی و جون 2007ء شمارہ نمبر 6, 7

ارشاد باری تعالیٰ

وہ لوگ جنہوں نے اللہ اور رسول کو لبیک کہا بعد اس کے کہ انہیں زخم پہنچ چکے تھے، ان میں سے ان لوگوں کے لئے جنہوں نے احسان کیا اور تقویٰ اختیار کیا بہت بڑا اجر ہے۔

(سورت ال عمرٰن، آیت ۱۷۳) (ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

جامع دُعا

اے اللہ! ہم تجھ سے وہ تمام خیر اور بھلائی مانگتے ہیں جو تیرے نبی ﷺ نے تجھ سے مانگی اور ہم تجھ سے اُن باتوں سے پناہ چاہتے ہیں جن سے تیرے نبی محمد ﷺ نے پناہ چاہی۔ تو ہی ہے جس سے مدد طلب کی جاتی ہے۔ پس تیرے تک دُعا کا پہنچانا لازم ہے۔ (ترمذی۔ بحوالہ، کتاب خزینۃ الدُّعا، صفحہ ۸۲)

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حقیقت میں دُعا کا کرنا بڑا ہی مشکل ہے۔ جب تک انسان پورے صدق و وفا کے ساتھ اور صبر اور استقلال سے دُعا میں لگا نہ رہے تو کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ بہت سے لوگ اس قسم کے ہوتے ہیں جو دُعا کرتے ہیں مگر بڑی بے دِلی اور عجلت سے چاہتے ہیں کہ ایک ہی دن میں اُن کی دُعا مثمر بہ ثمرات ہو جاوے حالانکہ یہ امر سنت اللہ کے خلاف ہے۔

(ملفوظات جلد سوم، صفحہ ۴)

”دنیا میں ہلچل مچانے والی قوت، اسلام“

ایونگلش گرجے والوں نے شہر ”رم باخ“ کے گاؤں سورٹسن باخ Rimbach (Zortzenbach) میں ایک پروگرام مورخہ 20 مارچ 2007ء کو بنام ”Die Weltbewegen der macht Islam“ کیا۔ چنانچہ خاکسار اور راجہ منیر احمد صاحب اسسٹنٹ نیشنل سیکرٹری تبلیغ و محمد احمد چوہدری صاحب سیکرٹری تربیت حلقہ ہیپن ہائیم مقررہ دن رات آٹھ بجے Ev-Gemeinde House پہنچ گئے۔ تقریباً پچاس سے ساٹھ خواتین و حضرات کو پادری Hans Zeller صاحب لیکچر دے رہے تھے۔ طریقہ کار یہ تھا کہ اسکرین پر تصاویر دکھا کر ساتھ ساتھ تعارفی تقریر کرتے جاتے تھے۔ اگرچہ اسلام کے بارے میں معلومات بنیادی اور سادہ قسم کی تھیں مگر ہر حصّہ کے بعد آخر پر کوئی اعتراض بھی سنا دیتے تھے جس سے منفی تاثر پڑتا تھا۔ کوئی ایک گھنٹہ کے لیکچر میں جناب پادری صاحب نے اسلام کے بنیادی اصول، نماز، اذان، خانہ کعبہ، آنحضرت ﷺ کی تصویر و تعارف، قرآن شریف کے اقتباسات بابت عیسیٰؑ و آسمان پر جانا، شیعہ و سُنی فرقوں میں فرق، عورتوں کا مسجد میں جانا ممنوع، جنت میں جوان حوروں کا ملنا، دہشت گردی، اُسامہ بن لادن، حیات بعد الموت، کے بارے میں بتایا۔ اور پھر بڑے غصے والی آواز سے کہا کہ ہم پر مسلمانوں کا یہ الزام ہے کہ ہم تین خداؤں کو مانتے ہیں ہم صرف ایک خدا کو مانتے ہیں۔ روح القدس اور بیٹا اُس کے حصّے ہیں، خدا ایک ہی ہے۔

لیکچر کے اختتام میں انہوں نے کوئی سوال پوچھنے کی دعوت اس انداز میں دی کہ کوئی نہ ہی پوچھے تو ٹھیک باقی صفحہ ۳ پر

مجلس انصار اللہ جرمنی کے ستائیسویں سالانہ اجتماع کا ”ڈی بُرگ“ شہر میں اپنی شاندار روایات کے ساتھ انعقاد

علمی اور ورزشی مقابلہ جات کے علاوہ مقامی جرمن کلب کا نیشنل ٹیم مجلس انصار اللہ کے ساتھ فُٹ بال کا نمائشی میچ

صدر مجلس انصار اللہ مکرم عبد الرحمٰن مبشر صاحب، امیر جماعت احمدیہ جرمنی مکرم عبد اللہ واگس ہاؤزر صاحب و مربیانِ سلسلہ کا اجتماع سے خطاب

مورخہ 8 تا 10 جون بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار 2007ء کو مجلس انصار اللہ جرمنی کا ستائیسواں سالانہ اجتماع ”ڈی بُرگ“ شہر میں اپنی شاندار روایات کے ساتھ منعقد ہوا، اس شہر میں یہ اجتماع دوسری مرتبہ منعقد ہوا۔ اس مرتبہ بھی شہر نے خوش دلی سے اجتماع کی ضروریات پوری کیں اور اپنے اسکول کمپلیکس کی عمارات و کھیل کے میدان مجلس کے حوالے کر دیئے۔

اجتماع کے پہلے دن دوپہر ایک بج کر پندرہ منٹ پر تقریب پرچم کشائی ہوئی جس کے بعد خطبہ جمعہ و نماز کے ساتھ اجتماع کا آغاز ہوا۔ تمام حاضرین نے صفوں میں بیٹھے بیٹھے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ سُنا جو اسی وقت لنڈن سے ایم ٹی اے کے ذریعہ براہ راست نشر ہو رہا تھا۔ کھانے کے وقفہ کے بعد افتتاحی اجلاس میں تلاوت قرآن کریم، عہد و نظم کے بعد اپنے افتتاحی خطاب میں مکرم صدر صاحب نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پیغام پڑھ کر سنایا جس میں حضور نے پنجوقتہ نمازوں کی پابندی پر زور دیا۔ جس کے بعد علمی اور ورزشی مقابلہ جات شروع ہوئے۔ علمی مقابلہ جات میں مقابلہ حفظِ قُرآن، ترجمۃ القرآن، نظم، تقریر، اور ورزشی مقابلہ جات میں کلائی باقی صفحہ نمبر ۴ پر

جرمنی میں کیسے مل جل کر رہنا چاہیئے! ماربرگ میں ”اسلام کانفرنس“

ماربرگ شہر میں غیر ملکیوں کی کمیٹی (آؤسلنڈر بائیراٹ) کے تحت ایک ”اسلام کانفرنس“ کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں اس بات پر غور کیا گیا کہ جرمنی میں مسلمان اور دوسرے شہری کیسے مل جل کر رہ سکتے ہیں اور اس کے لئے کن کن باتوں کو مدّ نظر رکھنا ضروری ہے مزید یہ کہ آپس کے تعلقات بہتر بنانے کے لئے اور دوریاں ختم کرنے کے لئے کیا لائحہ عمل اختیار کیا جانا ضروری ہے۔ احمدیوں کے علاوہ فرنکفرٹ سے ایک ترک تنظیم کے سربراہ نے بھی اس میں شرکت کی اور برلن کانفرنس میں شامل مسلمانوں پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ پچیس فیصد مسلمانوں کی نمائندگی ہو رہی ہے جبکہ پچھتر فیصد باہر بیٹھے ہوئے ہیں۔ جن سے اعراض کیا جا رہا ہے۔ حالانکہ ایک مسلم تنظیم کی حیثیت سے ”جماعت احمدیہ“ کا معیار اور خدمات بہت اعلیٰ ہیں، انہیں برلن کانفرنس میں شرکت کا موقع ملنا چاہئے تھا۔ یہ خوشی کی بات ہے کہ ماربرگ میں جماعت احمدیہ کو باقاعدہ نمائندگی دی جاتی ہے۔ جماعت کی طرف سے خاکسار نے بطور صدر جماعت، قائد مجلس ماربرگ، اور زعیم صاحب مجلس وائیٹر نے شمولیت اختیار کی اور جماعت کا موءقف بیان کرنے کی توفیق ملی، مزید حاضرین کے مندرجہ ذیل سوالوں کے جوابات بھی دیئے، عورتوں کا مردوں سے ہاتھ نہ ملانا، چار شادیاں، کلاس کے ساتھ اکیلے بچوں کا سفر کرنا، اور تیراکی کے مکس پروگرام میں شامل نہ ہونا، وغیرہ۔ کانفرنس میں اوبر برگا ماسٹر باقی صفحہ ۳ پر

پیغام امیر جماعت احمدیہ جرمنی۔ مئی کے بلٹن میں امیر صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ ۴ مئی 2006ء کے حوالہ سے احباب جماعت کو مالی قربانی اور زکوٰۃ کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی ہے۔ خاص کر اُن احباب کو جنہیں اللہ تعالیٰ نے مالی کشائش عطاء کی ہے اور جن کی استطاعت زیادہ ہے۔ نیز یہ کہ جماعت میں زکوٰۃ کا نظام رائج ہے۔ مزید زائد ضروریات کو پورا کرنے کے لئے خلفاء کے مقرر کردہ چندے اور تحریکات اللہ اور رسول کے حکم کے مطابق ہیں۔ اس سے دین کو تمکنت حاصل ہوتی ہے اور مومن اللہ تعالیٰ کے رحم کا وارث بھی بن رہا ہوتا ہے۔ امیر صاحب نے فرمایا کہ ان دنوں جماعتوں کو اپنے بجٹ پورے کرنے کی فکر ہوتی ہے، مجھے امید ہے کہ ہر سال کی طرح اس سال بھی اللہ کے فضل سے یہ پریشانی دور ہو جائے گی، مجھے اس کی فکر نہیں ہے۔ مگر جو طبقہ یہ سمجھتا ہے کہ پوری شرح سے چندہ کی ادائیگی سے اُن کے مال میں کمی آجائے گی وہ خدا تعالیٰ پر بدظنی کرتا ہے۔ اللہ ہی رزق کی راہیں کھولنے والا ہے۔ امیر صاحب نے دُعا دی کہ اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے، آمین۔

تاریخ اسلام کا ایک ورق

شوال ۳ھ مطابق مارچ ۶۲۴ء

جنگِ اُحد قسط دوم

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی کتاب ''سیرت خاتم النّبیین ﷺ'' سے جنگ اُحد کے حالات دیئے جا رہے ہیں۔ یورپ میں اسلام کے خلاف اس شدت سے پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے کہ اکثر عوام کو یہ بھی نہیں معلوم کہ یہ جنگیں اسلام دُشمن طاقتوں کے حملہ کے نتیجہ میں ہوئیں۔ امید ہے احباب اپنے ماحول میں ان غلط فہمیوں کو دور کرنے کی کوشش کریں گے۔ (مدیر)

غرض لڑائی ہوئی اور بہت سخت ہوئی اور کافی وقت تک غلبہ کا پہلو مشکوک رہا لیکن آخر خدا کے فضل سے قریش کے پاؤں اکھڑنے لگے اور ان کے لشکر میں بدنظمی اور ابتری کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ قریش کے علمبردار ایک ایک کر کے مارے گئے اور ان میں سے قریباً نو شخصوں نے باری باری اپنے قومی جھنڈے کو اپنے ہاتھ میں لیا مگر سارے کے سارے باری باری مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل ہوئے۔

آخر طلحہ کے ایک حبشی غلام صوابؔ نامیؔ نے دلیری کے ساتھ بڑھ کر علم اپنے ہاتھ میں لے لیا، مگر اس پر بھی ایک مسلمان نے آگے بڑھ کر وار کیا اور ایک ہی ضرب میں اس کے دونوں ہاتھ کاٹ کر قریش کا جھنڈا خاک پر گرا دیا، لیکن صوابؔ کی بہادری اور جوش کا بھی یہ عالم تھا کہ وہ بھی اس کے ساتھ ہی زمین پر گرا اور جھنڈے کو اپنی چھاتی کے ساتھ لگا کر اسے پھر بلند کرنے کی کوشش کی۔ مگر اس مسلمان نے جو جھنڈے کے سرنگوں ہونے کی قدر و قیمت کو جانتا تھا اوپر سے تلوار چلا کر صواب کو وہیں ڈھیر کر دیا۔ اس کے بعد پھر قریش میں سے کسی شخص کو یہ جرأت اور ہمت نہیں ہوئی کہ اپنے علم کو اُٹھائے۔

اُدھر مسلمانوں نے آنحضرت ﷺ کا حکم پا کر تکبیر کا نعرہ لگاتے ہوئے پھر زور سے حملہ کیا اور دُشمن کی رہی سہی صفوں کو چیرتے اور منتشر کرتے ہوئے لشکر کے دوسرے پار قریش کی عورتوں تک پہنچ گئے۔ اور مکّہ کے لشکر میں سخت بھاگڑ پڑ گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے میدان قریباً صاف ہو گیا۔ حتیٰ کہ مسلمانوں کے لئے ایسی قابل اطمینان صورت حال پیدا ہو گئی کہ وہ مال غنیمت کے جمع کرنے میں مصروف ہو گئے۔ جب عبداللہ بن جبیرؓ کے ساتھیوں نے دیکھا کہ اب تو فتح ہو چکی ہے تو انہوں نے اپنے امیر عبداللہ سے کہا کہ اب تو فتح ہو چکی ہے اور مسلمان غنیمت کا مال جمع کر رہے ہیں آپ ہم کو اجازت دیں کہ ہم بھی لشکر کے ساتھ جا کر شامل ہو جائیں عبداللہ نے انہیں روکا اور آنحضرت ﷺ کی تاکیدی ہدایت یاد دلائی، مگر وہ فتح کی خوشی میں غافل ہو رہے تھے اس لئے وہ باز نہ آئے۔ اور یہ کہتے ہوئے نیچے اتر گئے کہ رسول اللہ کا صرف یہ مطلب تھا کہ جب تک پورا اطمینان نہ ہولے درّہ خالی نہ چھوڑا جاوے اور اب چونکہ فتح ہو چکی ہے اس لئے جانے میں کوئی حرج نہیں ہے اور سوائے عبداللہ بن جبیر اور ان کے پانچ ساتھیوں کے درّہ کی حفاظت کے لئے کوئی نہ رہا۔ خالد بن ولید کی تیز آنکھ نے دُور سے درّہ کی طرف دیکھا تو میدان صاف پایا جس پر اُس نے اپنے سواروں کو جلدی جلدی جمع کر کے فوراً درّہ کا رُخ کیا اور اس کے پیچھے پیچھے عکرمہ بن ابوجہل بھی رہے سہے دستہ کو ساتھ لیکر تیزی کے ساتھ وہاں پہنچا اور یہ دونوں دستے عبداللہ بن جبیر اور ان کے چند ساتھیوں کو ایک آن کی آن میں شہید کر کے اسلامی لشکر کے عقب میں اچانک حملہ آور ہو گئے۔ مسلمان جو فتح کے اطمینان میں غافل اور منتشر ہو رہے تھے اس بلائے ناگہانی سے گھبرا گئے مگر پھر بھی سنبھلے اور پلٹ کر کفار کے حملہ کو روکنا چاہا اس وقت کسی چالاک معاند نے یہ آواز دی کہ اے مسلمانو! دوسری طرف سے بھی کفار کا دھاوا ہو گیا ہے۔ مسلمانوں نے سراسیمہ ہو کر پھر پلٹا کھایا اور گھبراہٹ میں بے دیکھے سمجھے اپنے آدمیوں پر ہی تلوار چلانی شروع کر دی۔ دوسری طرف مکّہ کی ایک بہادر عورت عمرة بنت علقمہ نے جب یہ نظارہ دیکھا تو جھٹ آگے بڑھ کر قریش کا علم جو ابھی تک خاک میں پڑا تھا اٹھا کر بلند کر دیا جسے دیکھتے ہی قریش کا منتشر لشکر پھر جمع ہو گیا۔ اور اس طرح مسلمان حقیقۃً چاروں طرف سے دُشمن کے نرغہ میں گھر گئے اور اسلامی فوج میں ایک خطرناک کھلبلی کی صورت پیدا ہو گئی۔ آنحضرت ﷺ نے جو ایک بلند جگہ پر کھڑے ہوئے یہ سب نظارہ دیکھ رہے تھے مسلمانوں کو آواز پر آواز دی، مگر اس شور شرابے میں آپ کی آواز دَب دَب کر رہ جاتی تھی۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ یہ سب کچھ اتنے قلیل عرصہ میں ہو گیا کہ اکثر مسلمان بالکل بدحواس ہو گئے۔ حتیٰ کہ اس بدحواسی میں بعض مسلمان ایک دوسرے پر وار کرنے لگ گئے اور اپنے پرائے میں امتیاز نہ رہا، چنانچہ خود مسلمانوں کے ہاتھ سے بعض مسلمان زخمی ہو گئے اور حذیفہؓ کے والد یمان کو تو مسلمانوں نے غلطی سے شہید ہی کر دیا۔ حذیفہؓ اس وقت قریب ہی تھے وہ چلّاتے رہ گئے کہ اے مسلمانو! یہ میرے والد ہیں مگر اس وقت کون سنتا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے بعد میں مسلمانوں کی طرف سے یمان کا خون بہا ادا کرنا چاہا مگر حذیفہ نے لینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ میں اپنے باپ کا خون مسلمانوں کو معاف کرتا ہوں۔

حضرت حمزہؓ جو آنحضرت ﷺ کے حقیقی چچا ہونے کے علاوہ آپ ﷺ کے رضاعی بھائی بھی تھے نہایت بہادری کے ساتھ لڑ رہے تھے اور جدھر جاتے تھے اُن کے سامنے قریش کی صفیں پھٹ پھٹ جاتی تھیں مگر دُشمن بھی اُن کی طاق میں تھا اور جبیر بن مطعم اپنے ایک حبشی غلام وحشی نامی کو خاص طور پر آزادی کا وعدہ دے کر اپنے ساتھ لایا تھا کہ جس طرح بھی ہو حمزہ کو جنہوں نے جبیر کے چچا طعیمہ بن عدی کو بدؔر کے موقع پر تلوار کے گھاٹ اُتارا تھا قتل کر کے اس کے انتقام کو پورا کرے، چنانچہ وحشی ایک جگہ پر چُھپ کر اُن کی طاق میں بیٹھ گیا اور حمزہ کسی شخص پر حملہ کرتے ہوئے وہاں سے گزرے تو اُس نے خوب تاک کر اُن کی ناف کے نیچے اپنا چھوٹا سا نیزا مارا جو لگتے ہی بدن کے پار ہو گیا۔ حمزہ لڑکھڑاتے ہوئے گرے مگر پھر ہمت کر کے اُٹھے اور ایک جست کر کے وحشی کی طرف بڑھنا چاہا مگر پھر لڑکھڑا کر گرے اور جان دے دی اور اس طرح اسلامی لشکر کا ایک مضبوط بازو ٹوٹ گیا۔ آنحضرت ﷺ کو جب حمزہ کے قتل کی اطلاع ملی تو آپ کو سخت صدمہ ہوا اور روایت آتی ہے کہ غزوۂ طائف کے بعد جب حمزہ کا قاتل آنحضرت ﷺ کے سامنے آیا تو آپؐ نے اُسے معاف تو فرما دیا، مگر حمزہ کی محبت کا احترام کرتے ہوئے فرمایا کہ وحشی میرے سامنے نہ آیا کرے۔ اُس وقت وحشی نے اپنے دل میں یہ عہد کیا کہ جس ہاتھ سے مَیں نے رسولِ خدا کے چچا کو قتل کیا ہے جب تک اُسی ہاتھ سے کسی بڑے دُشمنِ اسلام کو تہِ تیغ نہ کر لوں گا چین نہ لوں گا، چنانچہ حضرت ابوبکرؓ کے عہد خلافت میں اُس نے جنگ یمامہ میں نبوّت کے جھوٹے مدعی مسیلمہ کذّاب کو قتل کر کے اپنے عہد کو پورا کیا

اس گھمسان کے موقع پر وہ مسلمان عورتیں بھی جو اس غزوہ میں ساتھ تھیں پوری تندہی اور جانفشانی سے اپنے کام میں مصروف تھیں اور ادھر اُدھر بھاگ کر صحابہ کو پانی پلانے اور زخمیوں کی خبر گیری کرنے اور اسی قسم کی دوسری خدمات سرانجام دے رہی تھیں۔ ان خواتین میں حضرت عائشہؓ اور اُمّ سلیم اور اُمّ سلیط کے اسماء، صحابہ کو پانی لا لا کر پلانے کی خدمت کے ضمن میں خاص طور پر مذکور ہوئے ہیں جیسا کہ اُوپر بتایا جا چکا ہے یہ وقت مسلمانوں کے واسطے سخت پریشانی کا وقت تھا۔ قریش کے لشکر نے قریباً چاروں طرف گھیرا ڈال رکھا تھا اور اپنے پے در پے حملوں سے ہر آن دباتا چلا آتا تھا۔ اس پر بھی مسلمان شاید تھوڑی دیر بعد سنبھل جاتے مگر غضب یہ ہوا کہ قریش کے ایک بہادر سپاہی عبداللہ بن قمئہ نے مسلمانوں کے علمبردار مصعب بن عمیر پر حملہ کیا اور اپنی تلوار کے وار سے اُن کا دایاں ہاتھ کاٹ گرایا۔ مصعبؓ نے فوراً دوسرے ہاتھ میں جھنڈا تھام لیا اور ابن قمئہ کے مقابلہ کے لئے آگے بڑھے مگر اس نے دوسرے وار مین اُن کا دوسرا ہاتھ بھی قلم کر دیا۔ اس پر مصعبؓ نے اپنے دونوں کٹے ہوئے ہاتھوں کو جوڑ کر گرتے ہوئے اسلامی جھنڈے کو سنبھالنے کی کوشش کی اور اُسے چھاتی سے چمٹا لیا۔ جس پر ابن قمئہ نے اُن پر تیسرا وار کیا اور اب کی دفعہ مصعب شہید ہو کر گرِ گئے جھنڈا تو کسی دوسرے مسلمان نے آگے بڑھ کر تھام لیا مگر چونکہ مصعبؓ کا ڈیل ڈول آنحضرت ﷺ سے ملتا تھا ابن قمئہ نے سمجھا کہ میں نے محمد ﷺ کو مار لیا ہے۔ یا یہ بھی ممکن ہے کہ اس کی طرف سے یہ تجویز محض شرارت اور دھوکا دہی کے خیال سے ہو۔ بہر حال اُس نے مصعب کے شہید ہو کر گرنے پر شور مچا دیا کہ میں نے محمدؐ (ﷺ) کو مار لیا ہے۔ اس خبر سے مسلمانوں کے رہے سہے اوسان بھی جاتے رہے۔ اور ان کی جمعیت بالکل منتشر ہو گئی اور بہت سے صحابی سراسیمہ ہو کر میدان سے بھاگ نکلے۔

اُس وقت مسلمان تین حصوں میں منقسم تھے ایک گروہ وہ تھا جو آنحضرت ﷺ کی شہادت کی خبر سن کر میدان سے بھاگ گیا تھا۔ مگر یہ گروہ سب سے تھوڑا تھا۔ ان لوگوں میں حضرت عثمان بن عفان بھی شامل تھے۔ مگر جیسا کہ قرآن شریف میں ذکر آتا ہے اُس وقت کے خاص حالات اور ان لوگوں کے دلی ایمان اور اخلاص کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف فرما دیا۔ ان لوگوں میں سے بعض مدینہ تک جا پہنچے اور اس طرح مدینہ بھی آنحضرت ﷺ کی خیالی شہادت اور لشکرِ اسلام کی ہزیمت کی خبر پہنچ گئی جس سے تمام شہر میں ایک کہرام مچ گیا اور مسلمان مرد، عورت بچے بوڑھے نہایت سراسیمگی کی حالت میں شہر سے باہر نکل آئے اور اُحد کی طرف روانہ ہو گئے۔ اور بعض تو جلد جلد دوڑتے ہوئے میدانِ جنگ میں پہنچے اور اللہ کا نام لے کر دُشمن کی صفوں میں گھُس گئے۔ دوسرے گروہ مین وہ لوگ تھے جو بھاگے تو نہیں تھے مگر آنحضرت ﷺ کی شہادت کی خبر سن کر یا تو ہمت ہار بیٹھے تھے اور یا اب لڑنے کو بیکار سمجھتے تھے اور اس لئے میدانَ سے ایک طرف ہٹ کر سرنگوں ہو کر بیٹھ گئے۔ تیسرا گروہ وہ تھا جو برابر لڑ رہا تھا۔ ان میں سے کچھ تو وہ لوگ تھے جو آنحضرت ﷺ کے ارد گرد جمع تھے اور بے نظیر جان نثاری کے جوہر دکھا رہے تھے۔ اور اکثر وہ تھے جو میدان جنگ میں منتشر طور پر لڑ رہے تھے۔ ان لوگوں اور نیز گروہ ثانی کے لوگوں کو جوں جوں آنحضرت ﷺ کے زندہ موجود ہونے کا پتہ لگتا جاتا تھا یہ لوگ دیوانوں کی طرح لڑتے بھڑتے آپؐ کے ارد گرد جمع ہوتے جاتے تھے۔ اس وقت جنگ کی حالت یہ تھی کہ قریش کا لشکر گویا سمندر کی مہیب لہروں کی طرح چاروں طرف سے بڑھا چلا آتا تھا اور میدان جنگ میں ہر طرف سے تیر اور پتھروں کی بارش ہو رہی تھی۔ جاں نثاروں نے اس خطرہ کی حالت کو دیکھ کر آنحضرت ﷺ کے ارد گرد گھیرا ڈال کر آپ کے جسم مبارک کو اپنے بدنوں سے چھپا لیا، مگر پھر بھی جب کبھی حملہ کی رو اُٹھتی تھی تو یہ چند گنتی کے آدمی ادھر اُدھر دھکیل دیئے جاتے تھے۔ اور ایسی حالت میں بعض اوقات آنحضرت ﷺ قریباً اکیلے رہ جاتے تھے۔ کسی ایسے ہی موقعہ پر حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے مشرک بھائی عتبہ بن ابی وقاص کا ایک پتھر آپ کے چہرہ مبارک پر لگا جس سے آپ کا ایک دانت ٹوٹ گیا اور ہونٹ بھی زخمی ہوا۔ ابھی زیادہ وقت نہ گزرا تھا کہ ایک اور پتھر جو عبداللہ بن شہاب نے پھینکا تھا اس نے آپ کی پیشانی کو زخمی کیا اور تھوڑی دیر کے بعد تیسرا پتھر جو ابن قمئہ نے پھینکا تھا، آپ کے رخسار مبارک پر آ کر لگا جس

سے آپؐ کے مغفر (خود) کی دو کڑیاں آپ کے رخسار میں چُبھ کر رہ گئیں۔ سعد بن ابی وقاص کو اپنے بھائی عتبہ کے اس فعل پر اس قدر غصہ تھا کہ وہ کہا کرتے تھے کہ مجھے کبھی کسی دُشمن کے قتل کے لئے اتنا جوش نہیں آیا جتنا مجھے اُحد کے دن عُتبہ کے قتل کا جوش تھا۔ اس وقت نہایت خطرناک لڑائی ہو رہی تھی اور مسلمانوں کے کے واسطے ایک سخت ابتلاء اور امتحان کا وقت تھا اور جیسا کہ اوپر بیان کیا جاچکا ہے آنحضرت ﷺ کی شہادت کی خبر سن کر بہت سے صحابہؓ ہمت ہار چکے تھے اور ہتھیار پھینک کر میدان سے ایک طرف ہو گئے تھے، چنانچہ یہ لوگ اسی طرح میدان جنگ کے ایک طرف بیٹھے تھے کہ اوپر سے ایک صحابی انس بن نظر انصاری آ گئے اور ان کو دیکھ کر کہنے لگے تم لوگ یہاں کیا کرتے ہو؟ انھوں نے جواب دیا رسُول اللہ نے شہادت پائی اب لڑنے سے کیا حاصل ہے، انس نے کہا یہی تو لڑنے کا وقت ہے تا جو موت رسُول اللہ نے پائی وہ ہمیں بھی نصیب ہو اور پھر آپ کے بعد زندگی کا بھی کیا لطف ہے۔ اور پھر ان کے سامنے سعد بن معاذ آئے تو انہوں نے کہا ’’سعد مجھے تو اس پہاڑی سے جنت کی خوشبو آ رہی ہے‘‘۔ یہ کہ کر انس دُشمن کی صفوں میں گھس گئے اور لڑتے لڑتے شہید ہوئے۔ جنگ کے بعد دیکھا گیا تو اُن کے بدن پر اسّی سے زیادہ زخم تھے اور کوئی پہچان نہ سکتا تھا کہ کس کی لاش ہے۔ آخر اُن کی بہن نے اُن کی اُنگلی دیکھ کر شناخت کیا۔

جو صحابہ آنحضرت ﷺ کے گرد جمع تھے انھوں نے جو جان نثاریاں دکھائیں تاریخ اُن کی نظیر لانے سے عاجز ہے۔ یہ لوگ پروانوں کی طرح آپؐ کے گرد گھومتے تھے اور آپؐ کی خاطر اپنی جان پر کھیل رہے تھے۔ جو وار بھی پڑتا تھا صحابہ اپنے اوپر لیتے تھے اور آنحضرت ﷺ کو بچاتے تھے اور ساتھ ہی دُشمن پر وار بھی کرتے جاتے تھے۔ حضرت علیؓ اور زبیرؓ نے بے تحاشا دُشمن پر حملے کئے اور اُن کی صفوں کو دھکیل دھکیل دیا۔ ابوطلحہ انصاری نے تیر چلاتے چلاتے تین تیر کمانیں توڑیں اور دُشمن کے تیروں کے مقابل پر سینہ سپر ہو کر آنحضرت ﷺ کے بدن کو اپنی ڈھال سے چھپایا۔ سعد بن وقاص کو آنحضرت ﷺ خود تیر پکڑاتے جاتے تھے اور سعد یہ تیر دُشمن پر بے تحاشا چلاتے جاتے تھے۔ ایک دفعہ آپؐ نے سعدؓ سے فرمایا۔ تم پر میرے ماں باپ قربان ہوں برابر تیر چلاتے جاؤ، سعدؓ اپنی آخری عمر تک آپؐ کے ان الفاظ کو نہایت فخر کے ساتھ بیان کیا کرتے تھے۔ ابودجانہؓ نے بڑی دیر تک آپؐ کے جسم کو اپنے جسم سے چھپائے رکھا اور جو تیر یا پتھر آتا تھا اُسے اپنے جسم پر لیتے تھے حتیٰ کہ اُن کا بدن تیروں سے چھلنی ہو گیا، مگر انہوں نے اُف تک نہیں کی تا ایسا نہ ہو کہ ان کے بدن میں حرکت پیدا ہونے سے آنحضرت ﷺ کے جسم کا کوئی حصہ ننگا ہو جاوے اور آپ کو کوئی تیر آ لگے۔ طلحہ نے آنحضرت ﷺ کو بچانے کے لئے کئی وار اپنے بدن پر لئے اور اسی کوشش میں اُن کا ہاتھ شل ہو کر ہمیشہ کے لئے بیکار ہو گیا۔ مگر یہ چند گنتی کے جاں نثار اس سیلابِ عظیم کے سامنے کب تک ٹھہر سکتے تھے۔ جو ہر لحظہ مہیب موجوں کی طرح چاروں طرف سے بڑھتا چلا آتا تھا۔ دُشمن کے ہر حملہ کی ہر لہر مسلمانوں کو کہیں کا کہیں بہا کر لے جاتی تھی۔ مگر جب ذرا زور تھمتا تھا مسلمان بیچارے لڑتے بھڑتے پھر اپنے محبوب آقا کے گرد جمع ہو جاتے تھے۔ بعض اوقات تو ایسا خطرناک حملہ ہوتا تھا کہ آنحضرت ﷺ اکیلے رہ جاتے تھے، چنانچہ ایک وقت ایسا آیا کہ آپ کے اردگرد صرف بارہ آدمی رہ گئے اور ایک وقت ایسا تھا کہ آپؐ کے ساتھ صرف دو آدمی ہی رہ گئے۔ ان جاں نثاروں میں حضرت ابوبکرؓ، علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، سعد بن وقاصؓ، ابودجانہؓ انصاری، سعد بن معاذؓ اور طلحہؓ انصاری کے نام خاص طور پر مذکور ہوئے ہیں۔ ایک وقت جب قریش کے حملہ کی ایک غیر معمولی لہر اُٹھی تو آپؐ نے فرمایا۔

’’کون ہے جو اس وقت اپنی جان خدا کے رستے میں نثار کردے‘‘، ایک انصاری کے کانوں میں یہ آواز پڑی وہ چھ اور انصاری صحابی دیوانہ وار آگے بڑھے اور اُن میں سے ایک ایک نے آپؐ کے اردگرد لڑتے ہوئے جان دے دی۔ اس پارٹی کے رئیس زیاد بن سکنؓ تھے آنحضرت ﷺ نے اس دھاوے کے بعد حکم دیا کہ زیادؓ کو اُٹھا کر میرے پاس لاؤ، لوگ اُٹھا کر لائے اور انہیں آنحضرت ﷺ کے سامنے ڈال دیا۔ اُس وقت زیاد میں کچھ کچھ جان تھی، مگر وہ دم توڑ رہے تھے۔ اس حالت میں انہوں نے بڑی کوشش کے ساتھ اپنا سر اُٹھایا اور اپنا مُنہ آنحضرت ﷺ کے قدموں پر رکھ دیا اور اسی حالت میں جان دے دی۔ ایک مسلمان خاتون جس کا نام اُم عمارہ تھا تلوار ہاتھ میں لے کر مارتی کاٹتی آنحضرت ﷺ کے پاس پہنچی اس وقت عبداللہ بن قمئہ آپ پر وار کرنے کے لئے آگے بڑھ رہا تھا مسلمان خاتون نے جھٹ آگے بڑھ کر وہ وار اپنے اوپر لے لیا اور پھر تلوار تول کر اُس پر اپنا وار کیا مگر وہ دوہری زرہ پہنے مرد تھا اور یہ ایک کمزور عورت، اس لئے وار کاری نہ پڑا۔ اور ابن قمئہ درّاتا ہوا اور مسلمانوں کی صفوں کو چیرتا ہوا آگے آیا اور صحابہ کے روکتے روکتے آنحضرت ﷺ کے قریب پہنچ گیا اور پہنچتے ہی اس زور اور بے دردی کے ساتھ آپؐ کے چہرہ پر وار کیا کہ صحابہ کے دل دہل گئے جان نثار طلحہ نے لپک کر اپنے ننگے ہاتھ پر لیا مگر ابن قمئہ کی تلوار اُن کے ہاتھ کو قلم کرتی ہوئی آپ کے پہلو پر پڑی۔ زخم تو خدا کے فضل سے نہ آیا کیونکہ آپؐ نے اوپر تلے دو زرہیں پہنی ہوئی تھیں اور وار کا زور بھی طلحہ کی جاں نثاری سے کم ہو چکا تھا مگر اس صدمہ سے آپؐ چکر کھا کر نیچے گرے اور ابن قمئہ نے پھر خوشی کا نعرہ لگایا کہ میں نے محمدؐ (ﷺ) کو مار لیا ہے۔

ابن قمئہ تو آنحضرت ﷺ پر وار کر کے خوشی کا نعرہ لگاتا ہوا پیچھے ہٹ گیا ور اپنے زعم میں یہ سمجھا کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو مار لیا ہے، مگر جونہی کہ آنحضرت ﷺ گرے حضرت علیؓ اور طلحہؓ نے فوراً آپؐ کو اوپر اُٹھا لیا، اور یہ معلوم کر کے مسلمانوں کے پژمردہ چہرے خوشی سے تمتما اٹھے کہ آنحضرت ﷺ زندہ سلامت ہیں۔ اب آہستہ آہستہ لڑائی کا زور بھی کم ہونا شروع ہو گیا۔ کیونکہ ایک تو کفّار اس اطمینان کی وجہ سے کچھ ڈھیلے پڑ گئے تھے کہ محمّد رسول اللہ شہید ہو چکے ہیں اور اس لئے انہوں نے لڑائی کی طرف سے توجہ ہٹا کر کچھ تو اپنے مقتولین کی دیکھ بھال اور کچھ مسلمان شہیدوں کی لاشوں کی بے حرمتی کی طرف پھیر لی تھی۔ اور دوسری طرف مسلمان بھی اکثر منتشر ہو چکے تھے۔ جب قریش ذرا پیچھے ہٹ گئے اور جو مسلمان میدان میں موجود تھے وہ آنحضرت ﷺ کو پہچان کر آپؐ کے اردگرد جمع ہو گئے تو آپؐ اپنے ان صحابہ کی جمعیت میں آہستہ آہستہ پہاڑ کے اوپر چڑھ کر ایک محفوظ درّہ میں پہنچ گئے۔ راستہ میں مکّہ کے ایک رئیس اُبَی بن خلف کی نظر آپؐ پر پڑی اور وہ بغض اور عداوت میں اندھا ہو کر یہ الفاظ پکارتا ہوا آپؐ کی طرف بھاگا کہ ’’لَا نَجَوتُ اِن نَجَا‘‘ اگر محمّد (ﷺ) بچ کر نکل گیا تو گویا میں تو نہ بچا، صحابہ نے اُسے روکنا چاہا مگر آنحضرت ﷺ نے فرمایا اُسے چھوڑ دو اور میرے قریب آنے دو اور جب وہ آپ پر حملہ کرنے کے خیال سے آپؐ کے قریب پہنچا تو آپ نے ایک نیزہ لے کر اس پر ایک وار کیا جس سے وہ چکر کھا کر زمین پر گرا اور پھر اُٹھ کر چیختا چلّاتا ہوا واپس بھاگ گیا۔ اور گو بظاہر زخم زیادہ نہیں تھا مگر مکّہ پہنچنے سے پہلے وہ پیوند خاک ہو گیا۔ جب آنحضرت ﷺ درّہ میں پہنچ گئے تو قریش کے ایک دستہ نے خالد بن ولید کی کمان میں پہاڑ پر چڑھ کر حملہ کرنا چاہا، لیکن آنحضرت ﷺ کے حکم سے حضرت عمرؓ نے چند مہاجرین کو ساتھ لے کر اُس کا مقابلہ کیا اور اُسے پسپا کر دیا۔

درّہ میں پہنچ کر آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ کی مدد سے اپنے زخم دھوئے اور جو دو کڑیاں آپؐ کے رُخسار میں چُبھ کر رہ گئی تھیں وہ ابوعبیدہ بن الجراح نے بڑی مشکل سے اپنے دانتوں کے ساتھ کھینچ کھینچ کر باہر نکالیں۔ حتیٰ کہ اس کوشش میں اُن کے دو دانت بھی ٹوٹ گئے۔ اس وقت آپؐ کے زخموں سے بہت خون بہہ رہا تھا۔ اور آپ اس خون کو دیکھ کر حسرت کے ساتھ فرماتے تھے۔... ’’کس طرح نجات پائے گی وہ قوم جس نے اپنے نبی کے مُنہ کو اس کے خون سے رنگ دیا۔ اس جرم میں کہ وہ انہیں خدا کی طرف بلاتا ہے‘‘۔ اس کے بعد آپؐ تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہو گئے۔ اور پھر فرمایا،... اے میرے اللہ! تو میری قوم کو معاف کردے۔ (باقی انشاء اللہ آئندہ)

بقیہ۔ اسلام کانفرنس۔

SPD کے علاوہ گرین پارٹی، FDP پارٹی، ترک، عرب، یہودی، اور اسکول ٹیچرز نے حصہ لیا۔ (رپورٹ، طارق لطیف بھٹی)

بقیہ۔ دُنیا میں ہل چل مچانے والی قوت، اسلام

ہے مگر اللہ کی مدد اس طرح آئی کہ ایک بوڑھے ڈاکٹر صاحب نے پہل کرتے ہوئے کہا کہ آج ہمارے درمیان اجنبی لوگ آئے ہوئے ہیں اگر یہ بُرا نہ منائیں تو میں ان سے ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں (غالباً ان کا مقصد یہ تھا کہ پروگرام سے یہ شرمندہ ہو رہے ہوں گے، انہیں اور شرمندہ کیا جائے) سوال یہ ہے کہ محمد ﷺ جب تک مکّہ میں رہے تو بڑے امن سے، آرام سے رہے مگر جب مدینہ ہجرت کی تو تلوار اُٹھالی اور مکّہ پر چڑھائی کر دی و خون خرابہ شروع کر دیا۔ مکرم راجہ منیر احمد صاحب نے جواب دیا کہ آپ ﷺ مکّہ میں امن سے رہے اور مکّہ والوں نے ہر ممکن تکلیفیں دیں۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کے خلاف قتل کا منصوبہ بنا لیا تو آپ ﷺ نے مدینہ ہجرت کر لی تا امن سے رہ سکیں مگر مکّہ والوں نے پھر بھی پیچھا نہ چھوڑا اور آپ ﷺ اور مسلمانوں کو ملیا میٹ کرنے کے لئے مدینے پر تین مرتبہ حملہ کر دیا۔ آپ ﷺ نے بڑے مشکل حالات میں اپنا دفاع کیا۔ ڈاکٹر صاحب کہنے لگے محمد ﷺ نے مکّہ پر حملہ کیا۔ تو راجہ صاحب نے کہا پہلے مکّہ والوں نے تین مرتبہ مدینہ پر حملہ کیا۔ اس پر ڈاکٹر صاحب کہنے لگے کہ معاف کرنا مجھے یہ معلوم نہ تھا۔ مکرم راجہ صاحب نے سب حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ آپ کو پروگرام میں اسلام کے بارے میں نامکمل معلومات دی ہیں مثلاً ابھی آپ نے من ہائیم شہر میں مسلمانوں کی مسجد دکھاتے ہوئے کہا ہے کہ مسلمان عورتوں کا مسجد میں داخلہ منع ہے۔ یہ بات غلط ہے۔ میں بھی اس مسجد میں گیا ہوں اور میں نے خود عورتوں کو وہاں دیکھا ہے۔ مزید یہ کہ اگر آپ کو اسلام کے بارے میں کوئی معلوماتی پروگرام کرنا تھا تو ہمیں بُلا لیا ہوتا، ہم جو اسلام کے ماننے والے ہیں آپ کو زیادہ صحیح معلومات دے سکتے ہیں۔

جب پادری صاحب نے دیکھا کہ عوام متائژ ہو رہے ہیں اور راجہ صاحب نے جوابی کاروائی شروع کی ہوئی ہے تو مداخلت کرتے ہوئے کہا کہ آج کا پروگرام ہمارا تھا اور آج کے لئے میرا لیکچر ہی کافی ہے نیز وقت بہت ہو گیا ہے اب میں دُعا کروا کر پروگرام ختم کرتا ہوں آپ لوگ بعد میں کھاتے پیتے باتیں کر سکتے ہیں۔ لہذا بعد میں ہم تینوں ڈیڑھ گھنٹہ تک الگ الگ ٹولیوں میں تبلیغ اسلام کرتے رہے۔ راجہ صاحب سے باتیں کرتے ہوئے پادری صاحب نے اعتراف کیا کہ جرمنی میں لوگ اسلام تیزی سے قبول کرتے جا رہے ہیں ہمیں اس کی تشویش ہے اس لئے ہم ایسے پروگرام کر رہے ہیں۔

یاد رہے کہ اس سے دو ماہ پہلے بھی ایک پادری ڈاکٹر Günter صاحب نے ایک گاؤں میں ایسا پروگرام کیا تھا جو بالکل انہیں خطوط پر تھا۔

(رپورٹ، سیکرٹری تبلیغ لوکل امارت بینزہائیم)

Vol. 12 Monthly Akhbar-e-Ahmadiyya Germany Issue 6+7
National Shoba Tasneef, Ahmadiyya Muslim Jamaat, Genfer Str.11, 60437 Frankfurt/M, Tel:069-50688652, Fax:069-50688666, Email: akhbar3@yahoo.com

سفرنامہ

پسِ دیوارِ برلن

قسط دوم

محمد انیس دیالگڑھی

اگلے روز 14 نومبر کو ہم لوگ وفاقی وزارت صحت میں مدعو تھے۔ وزارت کی بلڈنگ دکھانی بھی مقصود تھی مگر اصل مقصد وزارت صحت کی کارکردگی بتانا تھا۔

بس سے اترتے ہی ہم سب کو صف آراء ہونے کو کہا گیا۔ ابھی ہم اِس صف بندی پر حیران ہوا ہی چاہتے تھے کہ ایک کیمرہ مین نے کہا کہ جناب جلدی کریں آپ کی ایک گروپ فوٹو بنانی ہے(تاکہ سندر ہے)۔ گروپ فوٹو کے بعد وزارت صحت کے دفتر میں وارد ہوئے جہاں ایک افسر نے ہمیں خوش آمدید کہا اور مشروبات پیش کرنے کے بعد اپنا دیوان کھول لیا۔ وزارت صحت کے کام اور کارکردگی کے بارے میں معلومات فراہم کیں۔ آجکل جرمنی کے عوام میں شعبہ صحت کے خلاف بہت جوش پایا جاتا ہے اور اکثر لوگوں کو یہ شکایت ہے کہ اس وزارت نے طبّی سہولتیں مزید مہنگی کردی ہیں اور اس طرح غریب عوام پر مزید مالی بوجھ ڈال دیا ہے۔ اس موضوع پر وزارت صحت کے اُن صاحب کی جواب آں غزل بھی سُننی پڑی۔ باتوں باتوں میں افسر صاحب موصوف نے ذرائع ابلاغ کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ میڈیا ہماری وزارت کی غلط تصویر کھینچ رہا ہے اور عوام الناس کو وزارت صحت کے خلاف عمداً غلط معلومات بہم پہنچائی جا رہی ہیں۔ اور لوگوں کو حکومت اور خصوصاً وزارت صحت کے خلاف بھڑکایا جا رہا ہے اور ستم بالائے ستم یہ کہ ہماری وزارت جو پریس ریلیز جاری کرتی ہے اسکو اُسی طرح شائع نہیں کیا جاتا جس طرح کہ ہماری وزارت چاہتی ہے۔ بس اپنی مرضی کے فقرات نکال کر خبر لگا دیتے ہیں جس سے ہماری وزارت کے بارے میں غلط تاثر اُبھرتا ہے۔ گویا کہ۔

”بناتے ہیں باتیں سراسر دروغ
نہیں بات میں انکی کچھ بھی فروغ“

میں یہ سن کر اندر ہی اندر محظوظ ہو رہا تھا کہ یہی میڈیا جب آزادی کے نام پر اسلام کو بدنام کرتا ہے تو نہ صرف یہ کہ کوئی کچھ نہیں کہتا بلکہ فوراً یقین کر لیا جاتا ہے اور حقیقت کے اظہار کا موقع ہی نہیں دیا جاتا۔ اور اگر بعض لوگوں کو اسلام کے سکالر اور محقق کے طور پر ٹی وی پروگراموں میں بلایا بھی جائے تو وہ بھی اُن کے اپنے مطلب کے محقق اور سکالر ہوتے ہیں۔

”غیروں سے کہا تم نے غیروں سے سُنا تم نے
کچھ ہم سے کہا ہوتا کچھ ہم سے سُنا ہوتا“

آخر میں سوال وجواب کا موقع دیا گیا مگر اس سے قبل افسر صاحب موصوف نے انتہائی عاجزانہ اور معذرت خواہانہ انداز میں کہا کہ محترمہ وفاقی وزیر صاحبہ خود آپ لوگوں کا استقبال کرنا چاہتی تھیں اور بنفس نفیس وزارت کا تعارف کروانا چاہتی تھیں مگر ایک نہایت ضروری کام آڑے آگیا جس کی وجہ سے وہ اس وقت آپ سے ملاقات نہ کرسکیں، ہاں البتہ کل مورخہ پندرہ نومبر کی شام کا کھانا وزیر محترمہ آپ کے ساتھ تناول فرمائیں گی۔

وزارتِ صحت کے وزٹ کے بعد ہمارا گروپ Bundesrat پہنچا یعنی” اپر ہاؤس آف پارلیمنٹ“۔ یہاں جرمنی کے 16 صوبوں کی نمائندگی ہوتی ہے اور بہت سے اہم قوانین یہاں سے پاس ہوئے بغیر لاگو نہیں ہوسکتے۔ یہاں دو احباب ہمارے استقبال کیلئے دروازے پر کھڑے تھے۔ ہمیں اندر لے جانے کے بعد کوٹ اور جیکٹ اُتارنے کا مشورہ دیا گیا، جو ہم نے ازرہِ شفقت مان لیا۔ ایک خاتون نے ہمیں خوش آمدید کہنے کے بعد Bundesrat کے ہر کونے کی سیر کروائی اور خوب کروائی۔ Bundesrat کے مختلف حصّے دکھانے کے بعد ہمیں وہ حال بھی دکھایا گیا جہاں ”ٹاپ سیکرٹ“ اجلاس منعقد کئے جاتے ہیں۔ یہاں جرمنی کے سولہ وزراءاعلیٰ اور ایک صدر کی کُرسی موجود تھی۔ اس حال کی ساری دیواریں اور کھڑکیاں ساؤنڈ پروف ہیں۔ باہر ”شٹر“ لگے ہوئے ہیں جو بوقت ضرورت گرا دیئے جاتے ہیں۔ اور اندر کالے رنگ کے دبیز پردے گویا دیواروں کے کان بھی بند کردیئے جاتے ہیں۔

”پردہ چھوڑا ہے وہ اُس نے کہ اُٹھائے نہ بنے“

یہاں لوگوں نے خوب خوب تصویریں بنائیں۔ میں اور طارق ارشد بھی لحہ بھر کے لئے دو وزراء اعلیٰ کی کرسیوں پر بیٹھ گئے اور اپنے آپ کو وزیر اعلیٰ محسوس کرنے لگے، لیکن یہ خواب، خواب سے بھی مختصر تھا۔ مگر میری چشم تصوّر نے مستقبل کے منصف اور خدا ترس وزراء کو اِن کرسیوں پر عاجزی اور انکساری سے بیٹھے ہوئے دیکھا۔ جو بظاہر تو کرسیوں پر بیٹھے ہوں گے مگر اُن کا دل زبان حال سے یہ کہ رہا ہوگا کہ

”منہ بہر ما کرسی کہ ماموریم خدمت را“

اُن کے فیصلے قوم پرستی، جتھہ بندی اور ذاتی فوائد اور اغراض سے بالا محض عوام الناس کی خدمت کی غرض سے ہوں گے، خدا کرے کہ ایسا ہی ہو اور وہ دن جلد آئے کہ دُنیا حقیقی امن کا منہ دیکھے۔ آمین۔

”اے مرے سورج نکل باہر کہ میں ہوں بے قرار“

Bundesrat دیکھنے کے بعد ہمیں برلن شہر کی مشہور معروف جگہ ”پوٹس ڈامر پلاٹس“ ”Potsdammerplatz“ کی سیر کروائی گئی۔ سیر کے بعد اُسی علاقے میں واقع ایک ریسٹورانٹ کا ایک حصّہ ہمارے گروپ کے لئے ریزرو تھا، جہاں ہم نے دوپہر کا کھانا کھایا۔ دوپہر کے کھانے کے بعد ٹھیک ڈھائی بجے دوپہر ہم لوگ ”بنڈس ٹاگ“ یعنی ھاؤس آف پارلیمنٹ“ پہنچے۔ بس سے نکلتے ہی ہم نے لوگوں کی لمبی قطار دیکھی جو پارلیمنٹ ہاؤس دیکھنے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ ہم بھی ذہنی طور پر لائن میں لگنے کے لئے تیار ہو ہی رہے تھے کہ اتنے میں ایک سوٹ بوٹ میں ملبوس صاحب آئے اور سوالیہ انداز میں پوچھا ”کیا یہ (UllaSchmidt) صاحبہ کا گروپ ہے؟۔

وزیر صحت صاحبہ کی سیکرٹری کے مثبت جواب پر وہ صاحب ہمیں ایک دوسرے دروازے سے بغیر لائن میں لگے اندر لے گئے۔ ابھی ہم اپنی عزت افزائی پر خوش ہوا ہی چاہتے تھے کہ اپنے ملک کا ایک پرُانہ فقرہ میرے کانوں میں گونجنے لگا جو ہم بچپن سے حکومت کے بارے میں سنتے آئے ہیں کہ ”یہ لوگ چور دروازے سے حکومت میں آئے ہیں“۔ بس پھر کیا تھا ساری خوشیوں پر گھڑوں پانی پڑ گیا۔ ھاؤس آف پارلیمنٹ کے اندر پہنچتے ہی ہمیں اُس کی بلڈنگ ”رائش ٹاگ“ Reichtag، کے بارے میں معلومات فراہم کی گئیں۔ پھر مختلف حصّے دیکھتے ہوئے اور مین حال سے گذر کر ہمیں گیلری میں لا کر جما دیا گیا جہاں سے پارلیمنٹ کا سارا اندرونہ ہماری نظر میں تھا۔ اور پھر ایک خاتون نے اس تیز رفتاری سے پارلیمنٹ، پارلیمنٹ کی بلڈنگ اور اس کا طریق کار کا تعارف کروایا کہ ہمیں گمان ہوا کہ کہیں یہ پارلیمنٹ کے لئے بنایا ہوا روبوٹ ہی نہ ہو۔ انتہائی کوشش کے بعد چند ایک باتیں پکڑنے کا موقع مل گیا مگر اکثریت کا حال یہی تھا کہ

”آگہی دام شنیدن جس قدر چاہے بچھائے
مدعا عنقا ہے ”اُسکے“ عالمِ تقریر کا“

حسب معمول یہاں بھی سوال جواب کا موقع دیا گیا۔ اور یار لوگوں نے سوال پوچھ پوچھ کر اپنے علم اور اُسکے اوور ٹائیم میں اضافہ کیا۔ ھاؤس آف پارلیمنٹ کی عمارت کو ’رائش ٹاگ“ Reichtag کہا جاتا ہے۔ جسے پروشیا کے ایک بادشاہ نے تعمیر کروایا تھا۔ نوابوں اور قوم کے بڑے بڑے لیڈروں کو یہاں جمع کر کے سیاسی فیصلے کئے جاتے تھے۔ بائیس نواب اور تین ریاستوں کے سربراہ اس کے نمائندہ تھے۔ راج تو بادشاہ کا تھا مگر پورے ملک سے نمائندے بلائے جاتے تھے۔ اور رعایا کے مسائل حل کرنے اور عوام کے حقوق حاصل کرنے کی کوشش ہوتی تھی۔

(باقی انشاءاللہ آئندہ)

☆ ☆ ☆ ☆

بقیہ اجتماع انصار اللہ

پکڑنا، والی بال شامل تھے۔ مورخہ 9 جون، بروز ہفتہ ورزشی مقابلہ جات، دوڑ، گولہ پھینکنا، رسّہ کشی، پیدل چلنا وغیرہ، خوشگوار موسم کی وجہ سے پروگرام کے مطابق وسیع وعریض گراؤنڈ میں جاری رہے۔ اس کے علاوہ تقریر فی البدیہہ، مشاہدہ معائنہ، پیغام رسانی، وغیرہ کے مقابلہ جات بھی ہوئے۔ مقامی جرمن فُٹ بال کلب کے ساتھ مجلس انصار اللہ کی نیشنل ٹیم کا فُٹ بال میچ ہوا جسے کلب نے جیت لیا۔ شہر کی انتظامیہ کے نمائندگان کے علاوہ اس موقعہ پر صوبائی اسمبلی کے ممبر بھی موجود تھے آپ نے اپنے خطاب میں اجتماع کے انعقاد پر خوشی کا اظہار کیا اور ٹیموں میں انعامات تقسیم کئے۔ صدر مجلس انصار اللہ مکرم عبدالرحمٰن مبشر صاحب نے آپ کا شکریہ ادا کیا۔

بعد دوپہر چار (4) ٹیموں کے درمیان مقابلہ بیت بازی ہوا۔ ٹیموں نے معیاری اشعار پڑھے۔ اس کے بعد مکرم عبدالرحمٰن مبشر صاحب صدر مجلس انصار اللہ نے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے انصار کو حضور انور کے پیغام کی یاد دہانی کروائی۔ اس اجلاس میں مکرم حیدر علی ظفر صاحب مربی سلسلہ نے ”نظامِ وصیت نظامِ نو“ کے موضوع پر خطاب کیا۔ اس کے بعد مکرم عبداللہ واگس ہاوزر صاحب امیر جماعت احمدیہ جرمنی نے اجتماع سے خطاب کیا۔ آپ نے جرمنی میں مساجد کی تعمیر، ان کو آباد کرنا اور بچوں کی تربیت کے بارے میں تلقین فرمائی نیز نماز باجماعت پر زور دیا۔ آپ نے انصار کو اپنی صحت کا معیار بلند کرنے کی طرف توجہ بھی دلائی۔ آخر پر سکرین کے ذریعہ وصیت کے موضوع پر ایک فیچر پروگرام دکھایا گیا۔ نیشنل سیکرٹری صاحب وصیت نے ”موصیان کے ساتھ خدا تعالیٰ کا امتیازی سلوک“ کے موضوع پر ایمان افروز واقعات سنا کر احباب کے دلوں کو گرما دیا۔ اجتماع کے آخری دن ورزشی مقابلہ جات کا فائنل راؤنڈ ہوا۔ جس کے بعد تقسیم انعامات کی تقریب عمل میں آئی۔ مکرم امیر صاحب جرمنی نے نمایاں پوزیشن لینے والے احباب میں انعامات تقسیم فرمائے۔ اجتماع کی رپورٹ مکرم شاہد محمود صاحب سیکرٹری اجتماع نے پڑھی۔ مکرم صدر صاحب نے اجتماع کے کامیاب انعقاد پر اظہار تشکر کے کلمات کہے نیز انصار کو اپنے اندر پاک تبدیلی کی تلقین فرمائی جس کے بعد مکرم امیر صاحب نے اختتامی خطاب فرمایا۔ دُعا کے ساتھ اجتماع کا اختتام ہوا۔ اجتماع کی حاضری تقریباً 2500 رہی جب کہ چار صد کے قریب مہمانان کرام نے شرکت کی۔

اللہ تعالیٰ اس اجتماع کے بابرکت ثمرات سے تادیر ہمیں نوازتا رہے، آمین۔